REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

WEEKLY BADR QADIAN

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۷ | شمارہ ۲۷

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری . نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ

سالانہ ۸ روپے

ششماہی ۴ روپے

ممالک غیر ۱۵ روپے

۷ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ | ۱۴ وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۱۴ جولائی ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ۱۴ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پچھلے دنوں مری میں تشریف فرما رہے۔ ۱۰ احسان کو واپس ربوہ تشریف لاکر یکم وفا کو مرکزی تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح فرمانے والے تھے۔ احباب کرام حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان۔ ۱۴ وفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ

ہفتہ زیر اشاعت میں جمعرات کے روز قادیان میں اچھی خاصی باران رحمت ہوئی جس سے موسم کی شدت میں نمایاں فرق پڑ گیا ہے۔ البتہ گرمی رہی۔ اور کبھی کبھی حبس بھی ہو جاتا رہا ہے۔

موجودہ زمانہ کے غلط فلسفوں کو صرف قرآن کریم کا حربہ ہی پاش پاش کر سکتا ہے

قرآن کریم کو حرزِ جاں بناؤ اور زندگی کے عملی میدان میں اسکی تعلیمات پر عمل کرو!

مورخہ ۱۳ امان ۱۳۴۷ ہش (۱۳ مارچ ۱۹۶۸ء) کو ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کے جلسۂ تقسیم اسناد کے موقعہ پر محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور نے بحیثیت صدر ایک پر لطف خطاب فرمایا۔ اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ——— ایڈیٹر

محترم شیخ صاحب نے تعلیم الاسلام کالج کے اجراء کی غرض وغایت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے بردو خلفاء (حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ) کی کالج سے متعلق دعاؤں کا ابتدائی ذکر کرنے کے بعد خطاب میں فرمایا:-

"دنیا میں عام طور پر دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو زمانے کی رَو کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ اور اخلاقی قدریں کھو بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ ابن الوقت کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو غلط ماحول پر غالب آتے ہیں اور اسلامی اقدار اور اخلاق کو قائم اور برقرار رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ابوالوقت ہوتے ہیں۔ اور یہ مومن کی شان ہے کہ وہ ابن الوقت نہ ہو بلکہ ابوالوقت ہو۔

جو علم آپ نے حاصل کیا ہے دراصل وہ آیندہ علم حاصل کرنے کے لئے اور علمی خزانوں کو کھولنے کے لئے ایک کلید ہے۔ تحصیل علم سے انسان کو مرتے دم تک فارغ نہیں ہونا چاہیئے۔ اوّلین اور آخرین میں سب سے بڑے عالم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپ کو بھی اللہ تعالےٰ نے یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ تا بدیگراں چہ رسد۔

علمی وسعتیں خصوصاً اس زمانے میں لامتناہی ہیں اور انسان کی عمر تھوڑی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے کامل علم اور اپنی کامل قدرت سے بنی نوع انسان کیلئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ تمام سچے علوم، تمام ہدایتیں، تمام حکمتیں اور تمام سچے فلسفے قرآن شریف میں رکھ دیئے ہیں جیسا کہ فرمایا

وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا

اور فرمایا کہ:-

وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا

اور جب یہ علوم اور حکمتیں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دیں تو یہ بھی فرمایا کہ تمام کامیابیاں اور عزتیں اور سربلندیاں قرآن حکیم کی تعلیم میں ہیں۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

پس اگر آپ قرآن شریف کو حرزِ جاں بنائیں گے تو احساس کہتری کی بجائے احساس برتری آپ کے شامل حال رہے گا۔ اور موجودہ زمانے کے غلط فلسفے آپ کی نظر میں ہیچ ثابت ہوں گے تاریخ شاہد ہے کہ قرآن شریف نے گزشتہ چودہ سو سال میں غلط فلسفوں، غلط تعلیمات اور غلط قوانین کو ہمیشہ شکست دی ہے اور وہ فرماتا ہے:-

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ

اور اس زمانے میں دہریت کی رَو ہو یا اشتراکیت کی لہر یا دوسرے فلسفے، ان کے لئے مقدر ہے کہ قرآن شریف کا حربہ انہیں پاش پاش کر دے جیسا کہ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے

"سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کیلئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں"

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے، ہمارا اسی راہ میں مرنا"

جب آپ اس کالج کی فضا سے نکلیں گے تو آپ کو بعض ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جنہوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔ اشتراکیت وغیرہ قسم کے فلسفوں میں گرفتار ہو چکے ہیں اور آپ نے دیدہ موزہ از ... کے ... ہیں اور

کُنْتُمْ اَوَّلَ نَقِیْعَۃٍ یَّصْدَقَۃُ الْبَلَاءُ ... مَا ...

(باقی صفحہ دس پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستتّرواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آیندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں لہٰذا جملہ برادران امراکرام عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا کہ ہر دوست کو علم ہو جائے اور احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۹ وفا ۱۳۴۷ ہش

اسلام کا غلبہ اور سربلندی کیونکر ممکن ہے؟

روزنامہ الجمعیت دہلی مجریہ ۲۱ جون ۱۹۶۸ء میں "ہمارا ماضی اور حال" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون شائع ہوا ہے جس میں مسلمانوں کے روشن ماضی کا حال کے دورِ انحطاط سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"جہاں تک تہذیب اور کلچر کا تعلق ہے تیرھویں صدی کے وسط تک اسلام دنیا کے دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں سب سے آگے رہا ہے"

"سترھویں صدی کے آخر میں اسلام کی فوجی طاقت کو دھکا لگتا ہے اور اٹھارھویں صدی میں یورپ کی سائنس مسلمان اقوام کے فنِ جنگ پر قطعی طور پر سبقت لے جاتی ہے"

"اٹھارھویں صدی کی ابتداء میں یورپی عالموں نے شوقِ قدیم کے زیرِ زمین مدفون آثار اور اس کی ادبی یادگاروں کی تلاش شروع کی تو انہیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر باہر لائے۔ اور دنیا کو ان سے متعارف کرایا۔ یہاں تک کہ آج کرۂ ارض میں کوئی ایسا مخفی کونا موجود نہیں ہے جس میں بسنے والے انسانوں کی صحیح صحیح نسلی خصوصیات یورپی علماء کی جمع کی ہوئی ہمیں پڑھنے کو نہ مل جائیں۔"

آگے چل کر لکھا ہے :-

"یورپ کے اس سیلابِ عظیم کا تجربہ کرنے کے بعد ہمارے یہاں جو تحریکیں اٹھیں وہ عموماً دو قسم کی تھیں :-

۱- اوّل وہ تحریکیں جن کا خیال یہ تھا کہ اسلام یورپ سے تعلق رکھے بغیر خود اپنی اندرونی صلاحیتوں کی بدولت دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے .... سوڈان کی مہدی تحریک اور عرب کی وہابی تحریک اس کی مثالیں ہیں۔

۲- دوسرا نقطۂ نظر یہ تھا کہ اسلام کا مستقبل صرف اسی صورت میں محفوظ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کلچر کو اپنا لے جو نشاۃِ ثانیہ کے بعد یورپ میں وجود میں آیا...... اس دوسرے نقطۂ نظر کے علمبردار مصطفٰے کمال اور سر سید ہیں۔

مضمون نگار ان دونوں قسم کی تحریکوں میں کچھ نہ کچھ خامیاں قرار دے کر فیصلہ کن انداز میں آخر پر رقمطراز ہیں :-

"اگر اسلام کو دوبارہ زندہ طاقت بنانا ہے تو اس کی ایک ہی شکل ہے یہ کہ وقت کی قوتوں کو اسلام کی حمایت میں استعمال کیا جائے اس کے بعد ہم اسلام کو غلبہ اور سربلندی کے مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔"

(الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۱ جون ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۳ و ۱۴)

اگرچہ مضمون نگار نے اپنے مضمون کو اس جملہ پر ختم کر دیا ہے اور وقت کی ان قوتوں کی تفصیل نہیں دی جو اسلام کی حمایت میں استعمال کی جا کر اسلام کو سربلند کیا جا سکتا ہے۔ پھر بھی اس بات کو سمجھ لینے میں کسی طرح کی دقت نہیں کیونکہ اسلام کے بارہ میں غیر تو خیر اچھی طرح علم نہیں رکھتے خود مسلمان بھی اس بڑی حقیقت کو ہمیشہ ہی بھول جاتے ہیں کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کا زندہ خدا سے دائمی تعلق ہے۔ اسلام کے ساتھ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے اور ہوگا وہ سب اس زندہ حیّ و قیوم خدا کی منشاء اور اس کے ارادہ اور فیصلہ کے مطابق ہے آج کا مسلمان ایک طرف مغربی اقوام کی زیب و زینت اور ان کی محیّر العقول ترقیات کو دیکھتا ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کی خستہ حالت اور اسلامی ممالک کی بے بسی پر حسرت زدہ ہوتا ہے۔ اور رہ رہ کے اس کے دل میں جوش اٹھتا ہے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔؟ مگر وہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ یہ سب کچھ طرفۃ العین میں نہیں ہو گیا۔ بلکہ صدرِ اوّل میں اسلام کی ترقی اور عروج بھی بتدریج ہوا تھا۔ اس وقت کی مغربی اقوام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ان لوگوں پر امورِ دقت کامل نیند اور غفلت کا عالم طاری تھا۔ مگر جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا اور تقدیرِ الٰہی نے ان غافلوں کو بیدار کیا وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کے مطابق وہی علاقے جہاں اسلام کا طوطی بولتا تھا ان سب جگہوں سے حامیانِ اسلام کو پسپا ہونا پڑا۔ اور آج جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے !!

مگر بات اسی جگہ آ کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کا مستقبل بڑا روشن اور تابناک ہے۔ مگر آج کا مسلمان آنے والے اس انقلاب کو جلد دیکھنا چاہتا ہے۔ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا کیوں نہیں ہو جاتا۔ وہ بھول جاتا ہے کہ یہ دار [illegible] ہے جو کسی مقصد کے لئے مناسب حال جد و جہد کرتا ہے وہی اس کا ثمرہ بھی پاتا ہے [illegible] لِكُلِّ شَيْءٍ مَوْقُوتٌ بِأَوْقَاتِهِ ہر امر کے لئے ایک وقت مقدر ہوتا ہے۔ اسی کے [illegible] وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے کسی کی مطلق تمنا اور خواہش سے ایسا ہو جانا ممکن [illegible] اسلام میں دلچسپی رکھنے والے اس بنیادی بات کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں [illegible] اس کے غلبہ اور سربلندی کے طریق بھی اسلام کے نازل کرنے والے نے خود ہی بتا [illegible] رکھے ہیں۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان کی تتبع کی جائے اور معلوم کیا جائے کہ وہ طریق کیا ہیں ؟

اسلام ایک ایسے باغ کی طرح ہے جس کا باغبان اس کے سر پر موجود ہے جو ہر وقت اس کی حفاظت اور نگہداشت کر رہا ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ میں اس بات کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ اس زبردست وعدہ کے ہوتے ہوئے اور اس یقین دہانی کی موجودگی میں مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اس بات کے لئے پریشان ہوتے پھریں کہ اسلام کو غلبہ اور سربلندی کیونکر ہوگی۔ بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ اوّل نمبر پر وہ خود کو سچے پکے اور سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اسلام کو جو نقصان پہنچا یا اور جس ذلت اور نکبت کے دن آج اسلام کو دیکھنے نصیب ہوئے وہ نام کے مسلمانوں کی اپنی ہی بے عملی اور اسلامی تعلیم سے بیگانگی کے سبب ہے۔ اسلام ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جو شیریں پھلوں سے لدا ہوا ہے۔ اس کے سایہ تلے اب بھی دنیا اسی طرح راحت و آرام پا سکتی ہے جس طرح پچھلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ مگر اس وقت تو صورتِ حال مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور کی مصداق بن چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اس کی تاثیراتِ عظیمہ کا ذکر کر کے فرمایا! لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ۔ یعنی اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایسی عظیم الشان کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے ہر قسم کی عزت و شرف کے سامان ہیں اور اسی قرآن کریم اور الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کا روحانی غلبہ اور عالمگیر سربلندی مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ مقدر کی گئی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ برگزیدہ وجود آ چکا۔ اس کے مبارک ہاتھوں اسلام کے غلبہ کا بیج بو دیا گیا۔ اس کی عظیم الشان بلند عمارت کی بنیاد قائم کر دی گئی۔ اب تو اس کے بتائے ہوئے پروگرام اور اس کے بیان کردہ نصب العین کے مطابق عملدر آمد کرنے سے اسلام کی فتح اور سربلندی ممکن ہے۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ اس مبارک وجود سے علیحدہ رہ کر یا اس سے تعلق پیدا کئے بغیر اپنے گوہرِ مقصود کو پا سکتا ہے تو وہ ایک بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے قرآن کریم اس شخص کی پرزور مخالفت کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس کے خلاف فتوے دیتے ہیں

زیادہ تفصیلات میں نہ جاتے ہوئے اگر عامۃ المسلمین فقط سورۃ صف کی آیہ کریمہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ پر غور کریں اور اپنے ہی اسلاف کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں وہ دیکھیں گے کہ علماءِ سلف اس امر پر متفق رہے ہیں کہ اسلام کا یہ موعود غلبہ مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ ہی ہونے والا ہے !!

اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب الفتن کے تحت وہ مشہور و معروف حدیث درج ہے جس میں ملوک جبریہ کے لمبے دور کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کے قائم ہونے کی پیشگوئی مذکور ہے۔ اس کے متعلق بھی محدثین کا یہی فیصلہ ہے کہ منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت بھی مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں قائم ہوگی۔ چنانچہ اس حدیث کے الفاظ ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلَىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے نیچے مشکوٰۃ شریف میں بطور حاشیہ لکھا ہے :-

"اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ زَمَنُ عِيسٰى وَالْمَهْدِيّ" [illegible]

پھر دیگر بہت سے شواہد بتاتے ہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا یہی زمانہ ہے جس میں ہم گزر رہے ہیں۔ اسلام کے تنزل کا دور بیت گیا اب اس کی سربلندی اور غلبہ کے دن ہیں۔ اس لئے جب زمانہ بھی یہی ہے جس میں اسلام نے دیگر ادیان پر غلبہ پانا ہے اور اسی وقت میں اسے عالمگیر سربلندی مقدر ہے اور یہ غلبہ ہونا بھی مسیح موعود اور مہدی معہود کے مبارک وجود کے ذریعہ ہے تو اب صرف شخصیت کی تعیین باقی رہ جاتی ہے۔

احمدیہ جماعت کے علاوہ دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کے مسلمان تاہنوز اس موعود کی انتظار میں چشم براہ ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ بڑے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ اس بات پر قائم ہے کہ آنے والے مسیح موعود اور ظاہر ہونے والے مہدی معہود کے نام پر جس نے آنا تھا وہ آ چکا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہی وہ منتظر اور موعود شخصیت ہیں جن کے صدقِ دعویٰ پر ایک طرف زمانہ کی ضرورت نے گواہی دی تو دوسری طرف آپ کی تائید میں قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ناقابلِ تردید ثبوت پیش کرتی ہے

باوجودیکہ آپ کو اندرونی اور بیرونی دونوں طرف کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا پھر بھی یہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت تھی کہ آپ کے ذریعہ اسلام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی (باقی ص ۹ پر)

خطبہ جمعہ

ایمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان فلاحِ دارین حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی ابدی رحمتوں کا وارث ہو

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین اہم ذمہ داریاں انسان پر عاید کی ہیں!

خوفِ خدا کے تحت تمام برائیوں سے بچا جائے۔ محبتِ الٰہی کی ہر راہ کو اختیار کیا جائے۔ قربانی کی ہر راہ پر گامزن رہا جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ ہجرت ۱۳۴۴ ہش

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (مائدہ ۳۶)

اس کے بعد فرمایا :-

گزشتہ دنوں مجھے نقرس کی شدید تکلیف رہی گو اب بہت حد تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے لیکن ابھی کچھ تکلیف باقی ہے۔ اسی طرح چند دن نزلہ کا بھی بڑا شدید حملہ رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب افاقہ ہے۔ گو ہر دو بیماریوں کی وجہ سے

نقاہت اور ضعف

ابھی باقی ہے لیکن چونکہ جمعہ ہمارے لئے ملاقات اور وعظ و نصیحت کا ایک دن ہے اس لئے میں نے سوچا میں جمعہ کے لئے آ جاؤں۔ خواہ ایک مختصر سا خطبہ ہی دوں لیکن ملاقات ہو جائے گی اور نیکی کی کچھ باتیں میں اپنے دوستوں کے کانوں میں ڈال سکوں گا۔

جو مختصر سی آیت اس وقت میں نے تلاوت کی ہے اس میں نہایت حسین پیرایہ میں

ایک نہایت ہی بنیادی اہمیت کا مضمون

بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی کوئی غرض ہوتی ہے۔ انسان کسی مقصد کے پیشِ نظر دنیا سے منہ موڑتا اور دنیا داروں کی دشمنی خرید کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں

اپنے ربّ کی آواز پر لبیک

کہتے ہوئے اس کو جیسا کہ وہ چاہتا ہے، اپنی ذات میں کامل اور اپنی صفات میں کامل سمجھتا ہوں اور اس بات پر یقین کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اسی طرح وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لایا ہوں۔ اور جو پہلے رسول گزرے ہیں اور جو کتب نازل ہوئی ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں اور ایمان باللہ۔ ایمان بالرسل اور ایمان بالکتب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ

انسان فلاحِ دارین حاصل کرے

اور اس زندگی میں بھی وہ خدا میں ہو کر بآرام زندگی پائے اور اخروی زندگی (جو مرنے کے بعد انسان کو یقیناً ملنے والی ہے) میں بھی وہ فلاح کو حاصل کرے۔

فلاح کے معنی انتہائی کامیابی کے ہیں۔ اور امام راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ اخروی زندگی میں جو فلاح اور ابدی حیاتِ طیبہ ایک مومن کو ملے گی وہ چار خصوصیات کی حامل ہوگی

چار باتیں اس میں پائی جائیں گی

اور وہ یہ ہیں :-

۱۔ ایک ایسی ابدی زندگی جس پر کبھی فنا نہ آئے

۲۔ ایک ایسی تونگری جس کے ساتھ کوئی احتیاج باقی نہ رہے

۳۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسی عزت کہ جس کے ساتھ شیطانی ذلت کے اندھیرے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے

۴۔ وَعِلْمٌ بِلَا جَهْلٍ اور وہ حقیقی علم جو جہالت کی تمام ظلمتوں اور اس کے اندھیروں کو دور کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اس غرض سے ایمان لائے ہو کہ ایک ابدی حیات تمہیں حاصل ہو اور وہ حیاتِ طیبہ تمہیں ملے، جو ابدی فیوض کی حامل ہو اور غیر متناہی ہے جس سے نئے اور زیادہ سے زیادہ فیوض اور برکتیں اور رحمتیں حاصل کرنے والی ہو اور یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کا تصور بھی ہم یہاں اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔

جہاں تک غنا اور احتیاج کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو چاہو گے تمہیں مل جائے گا۔ اس سے زیادہ اور کیا غنا ہو سکتی ہے۔ عزت کی ایک نگاہ بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کسی بندہ پر پڑے وہ بھی بڑی ہے لیکن جس زندگی کے متعلق یہ وعدہ ہو کہ اس کے ہر لحظہ میں

اللہ تعالیٰ کی رضا کی نگاہیں

ایک عاجز انسان پر پڑتی رہیں گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی۔ پھر علم اور علم کی زیادتی کا یہ حال کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ فرماتا ہے یعنی مومن ہدایت کے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے کچھ مقامات حاصل کرتا ہے تو کچھ اور نئی راہیں اس پر کھول دی جاتی ہیں پھر وہ ایک نئے بلند تر مقام پر پہنچتا ہے تو قرب کی کچھ اور راہیں اس پر کھولی جاتی ہیں۔ یہ ہدایت اور علم ایسا نہیں جس پر انسان ایک وقت میں احاطہ کر لے اور سیر ہو جائے اور پھر تشنگی کا احساس اس کے اندر پیدا نہ ہو بلکہ یہ وہ علم اور ہدایت ہے جو ہر لحظہ بڑھتا ہے۔ وہ علم ہے جو ہر لحظہ انسان کو خدا تعالیٰ سے قریب سے قریب تر لے جاتا ہے وہ سلسلہ ہے جس پر شیطان کی یلغار کا امکان ہی نہیں کیونکہ جنت کے دروازے شیطان پر بند ہو چکے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کی ابدی حیاتِ طیبہ کے حصول کے لئے تم ایمان لاتے ہو اور میری آواز پر لبیک کہتے ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس اعلانِ ایمان کے نتیجہ میں تین قسم کی ذمہ داریاں تم پر عاید ہوتی ہیں اور

تین تقاضے

ہیں جو یہ ایمان انسان سے کرتا ہے

پہلا تقاضا اس کا یہ ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ انسان ایمان سے قبل بہت سی بدیوں اور بد عادتوں اور بد رسوم اور شیطانی خیالات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ ایمان کے ساتھ ہی اس کو یہ سارے ناپسندیدہ [illegible] ترک کرنی ہیں اور چھوڑنی چاہئیں اگر وہ ایمان میں سچا ہے

تقویٰ کے معنی ہیں اپنے نفس کو گناہ اور معاصی اور نواہی کے ارتکاب سے اس لئے بچائے کہ کہیں اس کا رب اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ پس جب ایمان حقیقی ہو اور اس کے ساتھ جیسا کہ چاہیئے معرفت اور عرفان بھی ہو تو ایمان کا پہلا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ساری برائیوں اور بدیوں اور بد رسموں اور بد عادتوں اور بد خیالات اور بد خواہشوں اور گندے میلانِ طبع کو انسان اپنے رب کی خاطر چھوڑ دے۔ غرض تمام گناہوں اور معاصی سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اور خلاصۃً بھی انسان سے پہلا مطالبہ یہی ہونا چاہیئے کیونکہ جب تم کہتے ہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے تو عقل کہتی ہے کہ اب تم کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو جو تمہارے رب کی پسندیدہ نہیں جس سے وہ ناراض ہوتا ہو [illegible] تقاضا ایمان کا ہم سے یہ ہے [illegible] ان چیزوں سے بچیں جو ہمارے رب کو پسندیدہ اور پیاری نہیں ہے

دوسرا تقاضا

[illegible] پر یہ تقاضا ہے [illegible] دوسرا تقاضا ایمان کا ہم سے یہ کرتا ہے کہ

وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

یعنی تمام خوف جس کا تقویٰ [illegible] صرف وہ کافی نہیں بلکہ [illegible] میں داخل ہونا ضروری ہے [illegible] دل کی یہ حالت ہونی چاہیئے کہ [illegible] اور شوق اور محبت کے ساتھ [illegible] ڈھونڈتے ہوتا ہے کہ [illegible] لے جانے والی ہیں۔ جب [illegible] نبی اکرم صلے اللہ کی خدمت میں [illegible] حاضر ہوا تھی کہ [illegible] پس جو غرب [illegible] انہیں کچھ [illegible] جائیں کہ وہ [illegible] ذریعہ اس کی کو [illegible] سکیں [illegible] کی [illegible] وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ [illegible] ہی کا ایک [illegible] رہا ہے۔ پس مومن کے دل [illegible]

ہونی چاہیئے کہ ہر اس راہ کو تلاش کرے جو راہ اسے اس کے رب کی طرف پہنچانے والی ہو اور جس پر چل کر وہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے والا ہو۔ وَاصِل کے معنے اللہ تعالےٰ کی طرف راغب کے ہیں۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو اسے عربی زبان میں وَاصِل کہتے ہیں۔ اور مفرداتِ راغب میں ہے کہ وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ قرب کی راہوں کی معرفت اور عرفان شوق سے حاصل کیا جائے (میں لفظی ترجمہ نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے جو معنی کئے ہیں ان کا مفہوم اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں) اسی طرح قرب کی راہیں جو انسان پر کھلیں ان راہوں پر شوق سے چلا جائے۔ اس کو انہوں نے عبادت کے نام سے پکارا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے جو احکام ہیں اور وقت اور حالات اور مقام اور احول کے مطابق جو بہترین ہدایتیں ہوں ان بہترین ہدایتوں پر دلی رغبت سے عمل کیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انسان سے خوش ہو جائے۔

پس ایک معنی وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کے یہ ہیں کہ ان راہوں کی دلی رغبت اور شوق کے ساتھ تلاش جو خدا کی طرف لے جاتی اور انسان کو خدا تعالےٰ کا مقرب بنا دیتی ہیں۔ پھر

وسیلہ کے ایک معنی

ہم قرآن کریم کے بھی کر سکتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان راہوں کی نشاندہی کی ہے جو راہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اور اس صورت میں وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کے یہ معنی ہوں گے کہ قرآن کریم کی ہدایات اور احکام سے دلی پیار اور محبت تا تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ پھر وسیلہ کے ایک معنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی کئے جا سکتے ہیں۔ اس کی طرف خود قرآن کریم نے سورۃ بنی اسرائیل میں اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ (بنی اسرائیل ۵۸)

کہ انسانوں میں سے جن کو مشرک معبود بناتے ہیں وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر چکے ہوں اور جن کی مدد سے یا جن کے اسوہ پر چل کر وہ بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں ایک مومن تو ان سے بھی زیادہ اسوہ کی تلاش کی تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے اور جب ہم اَیُّھُمْ اَقْرَبُ کے مفہوم کی روشنی میں، جو وسیلہ کے اندر پایا جاتا ہے اور جیسے سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت واضح کرتی ہے اِبْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ پر غور کریں تو ہم یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ قربِ الٰہی کی راہوں کی تلاش میں

اُسوہ حسنہ کی تلاش کرو

یعنی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن راہوں پر گامزن ہو کر اللہ تعالےٰ کے مقرب بنے، تم بھی ان راہوں کو اختیار کرو کیونکہ آپ ہی کامل اسوہ ہیں تمہارے سامنے چونکہ ایک مثال پہلے سے موجود ہے اس لئے تم انہیں زیادہ آسانی سے پا سکو گے۔ اور آپ کے اسوہ کو سامنے رکھ کر اور آپ کی نقل کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے قرب کو زیادہ سہولت کے ساتھ حاصل کر سکو گے۔ غرض دوسری ذمہ داری جو ایمان کی وجہ سے کسی انسان پر عاید ہوتی ہے وہ اس آیت میں اِبْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ بتائی گئی ہے۔ لغت والے لکھتے ہیں کہ اَلْوَسِیْلَۃَ کے اندر یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ قربِ الٰہی کی راہوں کو رغبت اور شوق کے ساتھ تلاش کیا جائے۔ پس وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کے یہ معنی ہوئے کہ تم شوق اور رغبت کے ساتھ ان راہوں کو تلاش کرو جو خدا تک لے جاتی ہیں

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "بڑی مالی قربانیاں دیتے ہیں۔ نماز نہ بھی باقاعدگی نہ ہوئی تو کیا ہوا"۔ وہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ پر عمل نہیں کر رہے ہوتے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مومن کی یہ شان بتائی ہے کہ وہ قرب کی ہر راہ سے محبت اور پیار اور رغبت اور شوق کا تعلق رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ بعض راہوں پر چلے اور بعض راہوں کو چھوڑ دے

پھر

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں

کہ "جی سارا دن عبادت کرتے رہنے سے آل چندے نہ دیتے تو کیا ہو گیا" حالانکہ ہر قرب کی راہ کو بشاشت سے قبول کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ پیار کرنا چاہیئے۔ اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری زندگی کا ہر راستہ ہمارے رب تک پہنچانے والا ہو تا کہ ہم اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کا ہی مظاہرہ تھا کہ بعض صحابہ کے متعلق آتا ہے کہ چاہے انہیں پیشاب کی حاجت نہ ہوتی وہ بعض جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہاں پیشاب کرتے دیکھا تھا۔ اس لئے ہم رہ نہیں سکتے اور ہم نے یہاں پیشاب کیا ہے بظاہر اس فعل میں کوئی دینی چیز نہیں۔ لیکن اس کے پیچھے جو محبت کام کر رہی ہے وہ بڑی عجیب ہے۔ اللہ تعالےٰ یقیناً

ایسے جذبات کو قبول کرتا ہے

یہ چیز انسان کو کہیں سے کہیں اٹھا کر لے جاتی ہے۔ غرض وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ میں ہمیں اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ ہم نے قرب کی ہر راہ سے پیار کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ بعض راہوں کو لے لیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔

جب خدا تعالےٰ کی طرف لے جانے والی راہوں کی تعیین ہو گئی اور ان راہوں سے پیار ہو گیا تو پھر

ایمان کا تیسرا تقاضا یہ ہے

کہ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ دراصل جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کا تعلق محبتِ الٰہی کے ساتھ ہے جیسا کہ اِتَّقُوا اللّٰہَ کا تعلق خوفِ الٰہی کے ساتھ ہے۔

پھر جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ جس وقت انسان صحیح معنی میں اپنے رب کو پہچاننے لگتا ہے اور اس کی ذات اور اس کی صفاتِ کاملہ حسنہ کا کامل عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی بڑی ہی قدر اور عزت انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی عزت اور عظمت اور اس کا جلال کچھ اس طرح دل میں بیٹھ جاتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں رہتی۔ وہ ہیچ نظر آتی ہے۔ قدر دانی کا یہ جذبہ محبت اور خوف سے جدا گانہ ہے اور میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تجربہ رکھنے والے اس پر گواہی دیں گے کہ یہ خوف اور محبت کے جذبہ سے بلند تر ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ خوف اور محبت کے بعد جب تم واقعہ میں اللہ تعالےٰ کو پہچاننے لگے اور اس کی معرفت تمہیں حاصل ہو گئی تو پھر تم اس بات سے رہ نہیں سکتے کہ

اس کے رستہ میں جہاد کرو

یعنی راہ جب مل گئی تو دنیا کی ہر تکلیف برداشت کرتے ہوئے ہر قربانی دے کر اس راہ پر گامزن رہنا یہ مجاہدہ ہے۔ مال کی قربانی ہے، نفس کی قربانی ہے، جان کی قربانی ہے اوقات کی قربانی ہے، عزتوں کی قربانی ہے اور اولاد کی قربانی ہے۔ ہر قسم کی قربانی ہے جس کا مطالبہ "جَاھِدُوْا" ہم سے کرتا ہے

جب اللہ تعالےٰ کا مقام

انسان نے پہچان لیا تو وہ کہاں بخل کرے گا بخل تو ایسے دل اور دماغ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ تو یہ کہے گا کہ

ہر چیز خدا کی راہ میں قربان

ہے۔ اور یہ تیسری ذمہ داری ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان پر ڈالی ہے۔

پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اوّل خدا کا خوف پیدا ہو اور انسان تمام برائیوں کو چھوڑ دے۔ پھر خدا کی محبت پیدا ہو اور انسان نیکی کی ہر راہ پر گامزن ہونے کے لئے تیار ہو جائے اور خدا تعالےٰ کی قدر اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل کو اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور اس کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو۔ اَسْلَمْنَا لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

جب یہ تینوں مطالبے تم پورے کرو گے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تب ہی تم اس فلاحِ دارین کو حاصل کرو گے جو تمہارے ایمان کی غرض ہے۔ اگر تم ایمان کا دعوےٰ کرو لیکن ان مطالبات کو پورا نہ کرو تو تم فلاحِ دارین حاصل نہیں کر سکتے۔ تمہارے جیسا بدبخت اور بدقسمت پھر کوئی نہیں ہو گا، جس کے ہاتھ میں نہ دنیا رہی نہ دین رہا۔ دنیا داروں کی وجہ سے اس سے پیچھے ہٹ گئے اور ناراض ہو گئے اور خدا کے سامنے اس کے اعمال پیش کئے گئے تو ان میں ہزار کیڑے نکلے اور خدا تعالےٰ نے بھی انہیں رد کر دیا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے

کہ ہم واقعہ میں حقیقی مومن بن جائیں۔ اور ایمان کے ہر سہ تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور محض اس کے فضل سے ہم فلاحِ دارین حاصل کریں۔ یعنی اس دنیا میں بھی با آرام زندگی پائیں اور اُس دنیا میں بھی ابدی بقاء، لقا اور رضا ہمیں حاصل ہو تا کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد اور مطلوب کو حاصل کر سکیں اور دنیا جو ان راہوں کو پہچانتی نہیں اور ہمیں تمسخر اور استہزاء سے دیکھ رہی ہے وہ دیکھے کہ خدا کی راہ میں ذلتیں اٹھانے والے ہی

عزتوں کے وارث

قرار دئے جاتے ہیں اور اس کی راہ میں دکھ پانے والے ہی ابدی سرور اور لذت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ دنیا کی بھی آنکھیں کھولے اور اپنے قرب کی راہوں کی طرف ان کو ہدایت دے اور انسانی زندگی کا جو مقصد ہے وہ ان کی زندگیوں میں بھی پورا ہو۔

آمین

(الفضل ۲۲ احسان ۱۳۴۵ ہش)

مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی کے نام کھلی چٹھی

(از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ صوبہ بہار)

مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ یوپی کے مہتمم مولوی ٹانڈوی صاحب ان دنوں مظفر پور میں تقریریں کر رہے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے کہ اس مرتبہ جماعت احمدیہ کے خلاف کچھ نہیں بول رہے۔ حالانکہ آج سے چار سال قبل موصوف نے لگاتار ایک ماہ تک جماعت احمدیہ کے خلاف ایک خطرناک فتنہ برپا کر دیا تھا۔ اور کسی کے روکنے سے نہیں رُکتے تھے۔ لوگ حیران ہیں کہ ان کی زبان یکدم کیوں رک گئی ہے۔ بعض لوگوں کے دریافت کرنے پر کبھی کہتے ہیں حکومت نے منع کر دیا ہے۔ کبھی کہتے ہیں اب فضا مناسب نہیں ہے۔ کبھی کہتے ہیں اب احمدیت کے خلاف کہنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ شہر کے شرفاء نے منع کر دیا ہے خاکسار کے ساتھ تبادلہ خیالات کا سوال پیدا ہوا تو ایک ایسی شرط پیش کر دی۔ جو اسوۂ نبوی اور قرآن کریم کے صریحاً خلاف پڑتی ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے اپنی ایک تصنیف "اسرارِ مرزا" بھی زیب کی تھی جس کا جواب خاکسار نے آج سے چار سال قبل چار صد انعامی چیلنج کے ساتھ شائع کر دیا تھا۔ جو "اظہارِ حق" کے نام سے موسوم ہے۔ غیر احمدی دوستوں نے ٹانڈوی صاحب سے اس کا جواب الجواب طلب کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ایک چھوڑ تین تو چار جواب دے سکتا ہوں لیکن مجھے دوسری کتب شائع کرنے سے فرصت نہیں ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ جبکہ آپ کے پاس اس چیلنج والی کتاب کا جواب نہیں ہے تو پھر آپ کو یہاں تقریر کرنے کا بھی کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ بہر حال انی مھین من اراد اھانتک کا عجیب نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔ ان حالات میں خاکسار نے اتمام حجت کی غرض سے ٹانڈوی صاحب کے نام ایک چٹھی لکھی ہے۔ جو "بدر" کے قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہے۔

خاکسار
عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفر پور

اس چٹھی کی ایک ایک نقل مکرم مولوی اختر الزمان صاحب مہتمم مدرسہ جامع العلوم اور ایک نقل مکرم مولوی غریب الحسن صاحب صدر تبلیغی جماعت مظفر پور کو بھجوائی جا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی
نزیل مظفر پور

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

امسال آپ پھر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کو خطاب کرنے کی غرض سے مظفر پور تشریف لائے ہیں۔ البتہ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ کے خطاب میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ چند سال قبل جب آپ اسی غرض کے لئے تشریف لائے تھے تو آپ نے سیرت کی بجائے جماعت احمدیہ کے بزرگان کی توہین کرنے، گالیاں دینے، اشتعال پھیلانے اور ایک خطرناک فتنہ برپا کرنے کے لئے اپنی تقریروں کو وقف کر رکھا تھا۔ خود آپ کے ہم عقیدہ شرفاء نے بھی آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ مگر آپ نے اس کا کچھ اثر نہیں لیا تھا۔ اور قریباً ایک ماہ تک توہین اور گالیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اب اس نمایاں تبدیلی پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ نیز آپ کا اور مظفر پور کے ان شرفاء کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے اور ہمارے جذبات کا خیال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی جزائے خیر دے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ چند روز ہوئے مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب کے مطب میں تبادلہ خیالات کے دوران مولوی غریب الحسن صاحب صدر تبلیغی جماعت مظفر پور نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پُرامن ماحول میں فریقین کے تین تین آدمیوں کی موجودگی میں خاکسار اور ٹانڈوی صاحب کے مابین تبادلہ خیالات ہونا چاہیئے۔ خاکسار نے اس تجویز کو قبول کر لیا تھا۔ بعدہٗ آپ سے مشورہ کرنے کے بعد مولوی صاحب موصوف نے خاکسار کو بتایا کہ جناب ٹانڈوی صاحب نے بھی منظور کر لیا ہے لیکن انہوں نے ساتھ ایک شرط لگا دی ہے شرط یہ ہے کہ اگر میں (مولوی نور محمد صاحب) یہ ثابت کر دوں گا کہ اب کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا تو احمدی مبلغ کو اپنا عقیدہ چھوڑ کر میرا ہم عقیدہ یعنی دیوبندی بننا پڑے گا۔ اور اگر احمدی مبلغ یہ ثابت کر دے کہ نبی آسکتا ہے تو میں اپنے عقیدہ سے تائب ہو کر احمدیت کو قبول کر لوں گا۔

آپ کے اس بیان میں متعدد خامیاں ہیں جن کی وضاحت سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے

۱۔ آپ کا یہ دعوےٰ کہ اب کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا خود آپ کے اپنے عقیدہ کے خلاف پڑتا ہے کیونکہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ تشریف لائیں گے اور آپ کو اس عقیدہ پر اس وقت تک قائم رہنا پڑے گا جب تک آپ دیوبندی عقائد پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر آپ اس عقیدہ سے انکار کر دیں گے تو ساتھ ہی آپ کو دیوبندیت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ البتہ جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی تھی جو شریعت محمدیہ کے علاوہ کسی دوسری شریعت کے متبع تھے وہ وفات پا چکے ہیں اور اس قسم کا نبی آنے سے سید الانبیاء فخر الاولین و الآخرین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ختم نبوت ٹوٹ جاتی ہے۔ پس فریقین کی بحث کا مرکز یہی ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات یافتہ ہیں۔ یہ الزام ہم کو دینے کے بجائے قصور اپنا نکل آیا

۲۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے بھی "امتی نبی" ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس عقیدہ میں جماعت احمدیہ اور دیوبندی حضرات متفق ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپ کے مقابل پر بریلوی حضرات مفتی اعظم جناب مولانا رفاقت حسین صاحب مد ظلہ کانپور نے بھی سرائے مظفر پور میں "سیرت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے دیوبندی کی کتب سے ثابت کیا کہ دیوبندی امکان کذب باری کے قائل اور توہین رسول کے مرتکب ہیں اور یہ کہ دیوبندی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقینی نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں موصوف نے دیوبندیوں کی مشہور کتاب تحذیر الناس کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی تھیں کہ:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم و تاخر زمانی بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(تحذیر الناس صہ ۳)

پھر لکھا ہے:۔

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

"پیدا ہو" کے الفاظ قابل توجہ ہیں

(تحذیر الناس صہ ۲۸)

اسی طرح دیوبندیوں کی ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ:۔

"علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے جو نبی آپ کے ہم عصر ہو گا وہ متبع شریعت محمدیہ ہو گا۔"

(دافع الوسواس فی اثر ابن عباس صہ)

"بعد آنحضرت صلعم یا زمانہ میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"

(" " " صہ ۱۲)

جماعت احمدیہ بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی جو ان کی امت سے باہر ہو۔"

(چشمۂ معرفت صہ ۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ماحصل اس آیت (خاتم النبیین) کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کرے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے امتی اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔"

(ریویو برمباحثہ بٹالوی وچکڑالوی صفحہ ۶)

ان تحریروں کی موجودگی میں بربارہ مسئلہ ختم نبوت جماعت احمدیہ اور دیوبندیوں کے مابین کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا جو عقیدہ دیوبندیوں میں راسخ ہے اس میں جماعت احمدیہ اور دیوبندیوں کے مابین زمین و آسمان کا اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہی فریقین کا موضوع بحث ہونا چاہیئے۔

بہرحال یہ تو آپ نے ثابت کرنا ہے کہ ایک ایسا نبی جس پر انجیل نازل ہوئی جو شریعت محمدیہ کا متبع نہ ہو وہ آسکتا ہے۔ اور ایسے نبی کے آنے سے ختم نبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور ہم اس کا رد پیش کریں گے ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات ہے اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے۔ اس کو سوچو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۲)

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

مسئلہ وفات وحیات مسیح اس اعتبار سے بھی بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ عیسائی سب فرقے اور دوسرے حاضر کے سب مسلمان بھی مشہور علماء کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر یقین کرتے تھے الا ما شاء اللہ۔ ایسے حالات میں تن تنہا حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر وفات مسیح کا اعلان فرمایا اور شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود ہوا کا رخ بدل کے رکھ دیا۔ آج بڑے سے بڑے مدبرین عیسائی اسی آسمانی حربہ سے زیر ہو کر اسلام قبول کر رہے ہیں اور غیر احمدیوں کے مسلمہ علماء میں سے بھی ایک معقول تعداد وفات مسیح کا اعتراف کر چکی ہے۔ مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم، خواجہ حسن نظامی صاحب، مولوی عبد القدوس صاحب ندوی، مجلس اشاعت اسلام حیدرآباد، علامہ نیاز فتحپوری مرحوم، جامعہ ازہر مصر کے ریکٹر علامہ محمود شلتوت وغیرہم، علاوہ ازیں سعودی عرب میں رابطہ عالم اسلامی نے ایک قرآن کریم حال ہی میں انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے اس میں بھی وفات مسیح کا اعتراف موجود ہے ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

سطور بالا میں آپ کے اس نظریہ کا رد پیش کر دیا گیا ہے کہ "کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ اور متضاد خیالات کا مشروع بھی بالدلائل باہرہ بتا دیا گیا ہے۔ اب اس شرط کے متعلق کچھ لکھتا ہوں جو آپ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس انبیاء اور خود رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان کے مخالفین سے خیالات کے تبادلے اور مباحثے ہوتے رہے ہیں لیکن کبھی کسی بزرگ ہستی نے اس قسم کی شرط لگا کر مباحثہ نہیں کیا بلکہ وما علینا الا البلاغ تک ہی ان مباحثوں کو محدود رکھا۔ اور کبھی کسی کو کسی شرط سے مجبور کر کے اس کا عقیدہ نہیں بدلا گیا کیونکہ ایسا کرنے سے منافقت تو پیدا ہو سکتی ہے ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ کی یہ شرط اسوہ نبوی کے خلاف ہونے کے علاوہ قرآن کریم کی نص صریح کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" یعنی کسی قسم کی شرط کے ساتھ کسی کو عقیدہ بدلنے پر مجبور کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ دیوبندی چونکہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کو منسوخ مانتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ آپ اس آیت کو بھی منسوخ قرار دے دیں لیکن جماعت احمدیہ قرآن کریم کی حکومت قائم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور اس کے لئے زمین کے کناروں تک نہایت کامیابی کے ساتھ اپنا جد وجہد جاری رکھے ہوئے ہے لہٰذا ہم قرآنی تعلیم کے خلاف آپ کی یہ شرط قبول کرنے سے معذور ہیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ آپ مولوی، مولانا کہلاتے ہیں اور اپنی کتب میں اپنے نام کے ساتھ علامہ لکھواتے ہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ آپ صریحاً قرآن کریم کی مخالفت میں شرط پیش کر رہے ہیں۔

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء (القصص) یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس کو پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت بتائی گئی ہے تو ہم اور آپ کون ہوتے ہیں کہ کسی شرط سے مجبور کر کے کسی کا عقیدہ بدلنے کی کوشش کریں فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے۔ تعجب ہے کہ آپ کس جسارت سے ان نصوص صریحہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور ذرا نہیں گھبراتے۔ شاید آپ جیسے علماء کے متعلق ہی علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

ہم آپ کی مذکورہ شرط اسوۂ نبوی اور قرآن کریم کے خلاف ہونے کے علاوہ ہمارا تجربہ بھی بتاتا ہے کہ آپ کے اندر تو اتنی اخلاقی جرأت بھی موجود نہیں ہے کہ لاجواب ہونے کی صورت میں آپ اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر سکیں حالانکہ یہ اتنی بات ہے کہ ہر ایک عام آدمی میں بھی موجود ہوتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ چند سال قبل جب آپ نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں گالیوں اور اشتعال اور فتنہ پھیلانے کے لئے منافرت انگیز تقریریں کی تھیں (اس) موقعہ پر آپ نے اپنی ایک تصنیف "اسرائیل مرزا" بھی فروخت کی تھی جس کا جواب خاکسار نے "اظہار الحق" کے نام سے اسی وقت شائع کر دیا تھا۔ آج تک اس کا بھی آپ الجواب شائع کرنے کی آپ کو توفیق نہیں ملی۔ خاکسار نے اظہار الحق کے ابتدائی صفحات میں یہ ثابت کیا تھا کہ "واضح رہے کہ صفحہ اول پر ٹانڈوی صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب میں سے پانچ اقتباس پیش کئے ہیں اور ان پانچوں اقتباسات میں تحریف لفظی کا ارتکاب کیا ہے۔ خاکسار نے تحریف لفظی ثابت کرنے کے بعد آپ کو ان الفاظ میں چیلنج دیا تھا کہ:۔

"ٹانڈوی صاحب نے اپنے کتابچہ کے صفحہ آغاز پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پانچ ہی تحریریں پیش کی ہیں اور جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے ان پانچوں تحریروں میں موصوف نے مجرمانہ تحریف لفظی کا ارتکاب کیا ہے۔ پس خاکسار نے مندرجہ بالا سطور میں جو تحریف لفظی ثابت کی ہے اگر ٹانڈوی صاحب اس کو غلط ثابت کر دیں تو ہم ان کو چار صد روپے نقد انعام پیش کریں گے۔ اور اگر وہ غلط ثابت نہ کر سکیں گے تو ہماری طرف سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ان تمام مسلمانوں سے تحریری معافی مانگیں جنہیں گمراہ کرنے اور غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے انہوں نے بدترین یہودیانہ تحریف کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ٹانڈوی صاحب کس راستہ کو اختیار کرتے ہیں۔"

(اظہار الحق صفحہ ۱۸)

غلطی بھی انسان سے ہو جاتی ہے سہو کتابت بھی ہو سکتی ہے لیکن ایسا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ کوئی شخص اپنی کتاب کے پہلے ہی صفحہ پر مدمقابل کی پانچ تحریریں پیش کرے اور پھر پانچوں ہی میں تحریف کر دے۔

بہرحال جبکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک انتہائی چیلنج کے باوجود لاجواب ہونے کی صورت میں بھی آپ اپنی غلطی کا تحریری اعتراف نہیں کرتے ہیں اور جبکہ آپ میں اتنی اخلاقی جرأت بھی پائی نہیں جاتی تو یہ کس طرح باور کیا جا سکتا ہے کہ لاجواب ہونے کی صورت میں آپ اپنا عقیدہ بدل لیں گے جو کہ ایک نہایت نازک اور مشکل امر ہوتا ہے۔ پس اس تجربہ گاہ عالم میں ایسا کھلا کھلا تجربہ کرنے کے بعد ہم آپ کو تجربہ کی کسوٹی پر دوبارہ چڑھانے کو تیار نہیں ہیں پھر تعجب یہ ہے کہ آپ اس تجربہ کے بعد اس شرط کو پیش کرنے کی کس طرح جرأت کر رہے ہیں

من جرب المجرب حلت
به الندامة

پھر سب کچھ ... یہ ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ۸ پر)

قسط نمبر ۲

مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کی تصنیف "قادیانیت"

اور

مولوی صاحب کی عالمیت کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

گذشتہ قسط میں ہم نے دکھایا تھا کہ مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی نے کیسی غلط بیانی سے کام لیا ہے اُنہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے جہاد کی اقسام میں سے صرف جہاد یعنی لڑائیوں اور جنگوں کی وقتی و عارضی ممانعت کو جو حدیث یضع الحرب کے مطابق ہے جہاد کی جملہ اقسام کی ممانعت اور وہ بھی مستقل اور دائمی طور پر قرار دے دیا ہے اُنہوں نے ایسا کرکے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ اُنہوں نے حضرت اقدس کی تحریرات کا مطالعہ کیا ہی نہیں۔ اور اس طرح اُنہوں نے لتتبعن سنن من قبلکم کے مطابق یہود و نصاریٰ کی پیروی کرکے اپنے آپ کو ان کا مثیل ثابت کر دیا ہے یا پھر اُنہوں نے اگر حضرت اقدسؑ کی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے تو پیشگوئی کے مطابق اسے سمجھنے سے بے خبر تا صر رہے ہیں۔ یہی حال ان کا دوسری باتوں میں ہے اُنہوں نے حضرت اقدسؑ کی طرف دعویٰ شریعت جدید منسوب کر دیا ہے۔ اس لئے اُنہوں نے یہ طریقہ استعمال کیا ہے کہ اول تو سے حضرت اقدسؑ کی عبارت نقل ہی نہیں کی تا ایسا نہ ہو کہ کوئی اس عبارت کو نکال کر دیکھے تو اس کے آگے اس کی تشریح پڑھ کر اصل حقیقت تک نہ پہنچ جائے۔ دیکھئے آپ نے یہ ہے مولوی ندوی صاحب کی دسیسہ کاری کی حقیقت، جس پر ان کو اور ان کے ہم نواؤں کو بڑا ناز ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جیسے شکستہ مجدد پر احکام آسمان سے بھی نازل ہو سکتے ہیں اور وہ بھی شریعت ہی ہیں مگر وہ کوئی الگ شریعت نہیں بلکہ وہ اسی قرآنی شریعت ہی کا بیان و تفسیر ہے۔ بیان قرآن کا نام الگ شریعت نہیں ہو سکتا۔ مگر مولوی صاحب اس تشریح و توضیح کو ڈکار لئے بغیر ہضم کر گئے ہیں۔ بہرحال تیرہ سو چودہ صدیوں کے اُن علماء میں سے ہیں جن سے نہ صرف آنحضرت صلعم نے پناہ مانگی ہے بلکہ بلند پایہ لوگوں تک نے ان کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب ہم ان کے باب اول کی فصل اول کو لیتے ہیں۔ حدیث لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس والی حدیث جو حضرت اقدسؑ نے اپنے اوپر چسپاں کی ہے۔ اس کے متعلق مولوی ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"علماء محدثین نے اس سے حضرت سلمان فارسی اور ایرانی النسل تلامذہ و اکابر کو مراد لیا ہے جو اپنی قوت ایمانی اور خدمت دین میں خاص امتیاز رکھتے تھے ان میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں جو فارسی الاصل ہیں"
(قادیانیت صفحہ ۲۲ حاشیہ)

مگر مولوی صاحب کو یاد ہونا چاہیئے کہ حدیث مذکور میں ایمان کے دنیا سے اُٹھ کر ثریا جیسے بلند مقام پر چلے جانے کا ذکر ہے اور یہ بات فیج اعوج کے آخری حصہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ ایمان دنیا سے اُٹھ جانے والا تھا اور علماءھم شر من تحت ادیم السماء کا مصداق ہو جانے والے تھے۔ اور اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اسلام کا یہ انتہائی زوال حضرت ابو حنیفہ رح کے زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ لہٰذا علماء محدثین میں سے اگر کسی نے اس کا تعلق حضرت ابو حنیفہ رح سے بتایا ہے تو یہ ان کی سراسر غلطی ہے حضرت ابو حنیفہ رح کے زمانہ میں دنیا سے ایمان اُٹھ کر ثریا پر نہیں پہنچا تھا اور نہ وہ انتہائی زوال اسلام کا زمانہ تھا۔ پھر حضور کے بعد معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب نے حضور کی ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء قرار دے کر لکھا ہے کہ بعد میں ان کے صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا صاحب کی ولادت ۱۸۳۵ء میں لے قرار دی کہ مرزا صاحب کی

"یہ پیشگوئی پوری ہو جاتے جو اُنہوں نے الہام الٰہی کے طور پر اربعین میں درج کی ہے

لَاُحْیِیَنَّکَ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے اسی برس یا اس کے قریب"۔
(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۹)
(حاشیہ صفحہ ۲۳ قادیانیت)

مدعا مولوی صاحب کا یہ ہے کہ حضور کی عمر والا الہام غلط نکلا ہے۔

تاریخ پیدائش کے متعلق واضح رہے کہ وہ حضور کو یاد نہ تھی۔ عمر کا صرف اندازہ کر کے بتایا کرتے تھے جس زمانہ میں حضرت اقدسؑ کی پیدائش ہوئی اس وقت تاریخ لکھنے کا دستور نہ تھا۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا۔

"عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے پر جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ ہی عمر ستر برس کے قریب ہے۔ واللہ اعلم"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳)

البتہ بعض ایسے قرائن حضرت اقدسؑ کی تحریرات میں موجود ہیں جن سے صحیح اور قطعی تاریخ حضرت اقدسؑ کی تاریخ پیدائش کا پتہ لگتا ہے۔ مثلاً حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا ہے۔

"میری پیدائش جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی"
(تحفہ گولڑویہ طبع اول صفحہ ۱۱۷ حاشیہ)

پھر فرمایا:۔

"میری پیدائش کا مہینہ پھاگن تھا چاند کی چودھویں تاریخ تھی جمعہ کا دن تھا اور پچھلی رات کا وقت تھا"
(ذکر حبیب صفحہ ۲۳۳ و صفحہ ۲۳۴)

ان ایام کو جنتری میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ پھاگن میں چاند کی چودھویں تاریخ صرف دو سالوں میں آتی۔ (۱) ۱۷ فروری ۱۸۳۲ء کو اور دوسرے ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ کو۔ اب ان دو تاریخوں میں سے اصل تاریخ کی تعیین اس طرح ہو جاتی ہے کہ حضور فرماتے ہیں :۔

"یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

اس وقت حضرت اقدسؑ کی عمر کتنی تھی اس کا صحیح اندازہ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء تا تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہ کل ۷۳ سال ہوتے ہیں۔ چونکہ اسلامی مہینے و سال عیسوی مہینوں و سالوں سے مقدم ہیں اور دس دن کے فرق کی وجہ سے یہ عمر پوری ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدسؑ کی وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ گویا آپ کی عمر ۷۵ سال ۶ ماہ اور ۱۰ دن ہوئی۔ اور یہ پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا الہام میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ عمر اسی سال یا دو چار سال کم یا زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق آپ کو جانی سلامت رکھا اور آپ کو دشمنوں کے بد ارادوں سے بچائے رکھوں گا۔ اور ان کو ناکام کروں گا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائی اور جملہ مقاصد میں کامیاب کیا اور دشمنوں کے مذموم منصوبوں و کوششوں کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں تیری ساری مرادیں پوری کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے آپ کے جملہ مقاصد میں آپ کو ہر طرح کامیاب و کامران کیا۔ اور متواتر کرتا چلا جا رہا ہے۔ مخالفین اپنی شدت مخالفت کے باوجود آپ کے مقاصد کو پورا ہونے سے روک نہیں سکے۔ اور آپ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کو دیکھ دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے اور دانت پیس رہے ہیں کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب آتے ہیں۔

غرضیکہ مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی کا جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جانے والی اس توضیح کا بھی مطالعہ فرما لیتے تو ان کو اس بارہ میں ٹھوکر نہ لگتی۔ اور اگر اُنہوں نے اس توضیح و تحقیق نے [illegible]

۲۰۰ء مطالبہ کے جواب لیبر اسپر تنقید کرنے کے اسے نظر انداز کرکے اعتراض جما دیا ہے تو یہ ان کی موویانہ شان کے سراسر خلاف ہے جو ان کی تحقیق کا پردہ چاک کر رہا ہے ان کا وطیرہ [illegible] معترض کا اعتراض [illegible]

گروہ خوارج لاہور کی انتہائی ملعونیت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد کے زیر عنوان گروہ خوارج لاہور کے ... مولوی صدر الدین پریزیڈنٹ نے پیغام صلح ۱۲ جون ۱۹۶۳ء میں یہ فرد اعلان کیا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہر اس شخص کو، جو حضور کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا، بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ اور جو شخص حضور کے بعد دعوے نبوت کرے اس کو لعنتی گردانتی ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ گروہ خوارج کی بدبختی کی کوئی انتہا نہیں رہی اور وہ اس قسم کا فتوے جاری کر کے اپنی انتہائی ملعونیت کا اظہار کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امتی نبی ہونے کا دعوے فرمایا ہے اور اعلان کیا ہے کہ ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں مگر ایسا نہیں جیسا کہ غیر احمدی لوگ سمجھتے ہیں بلکہ ایسا جیسا کہ میں نے لکھا ہے اور یہ فرمایا کہ میں خدا کے اس حکم سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ ساری جماعت احمدیہ جس کا تعلق قادیان اور ربوہ سے ہے حضور کو اسی طرح ظلی نبوت یقین کرتی ہے۔ جس طرح سرگروہ خوارج کے سابق امیر نے عدالت میں ... شہادت دیتے ہوئے تسلیم کیا تھا کہ واقعی حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور جیسا کہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے خطبہ بیان کیا اس عقیدہ کو جماعت کا متفقہ عقیدہ قرار دیا تھا گو یہ کذاب اپنے حلف پر قائم نہیں رہا۔ مگر وہ اس امر کا برملا حسب بری اعلان کر چکا ہے حق سے انکار اور انحراف کیوجہ سے وہ قابل تعزیر ہو چکا ہے۔ ایسا ہی انجمن اشاعت اسلام نے متفقہ طور پر اخبار پیغام صلح میں اعلان کیا تھا کہ وہ حضور کو اس زمانہ کا نبی اور رسول و نجات دہندہ سمجھتی ہے۔ حضور کے دعوے نبوت کو اسی طرح تسلیم کرتے ... بار بار اس کا اعلان کرنے کے ... یہ کہنا کہ حضور نے دعوئے نبوت نہیں کیا۔ اور یہ کہنا کہ جو شخص حضور صلعم کے بعد دعوئے نبوت کرے اس کو وہ لعنتی گردانتی ہے اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان کی پارٹی علی الاعلان حضور علیہ السلام کو لعنتی قرار دے رہی ہے اور ایسا ہی تمام جماعت احمدیہ کو خاتم النبیین کا منکر ... اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے

ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا قادیان اور ربوہ سے تعلق رکھنے والی جماعت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ کی قائل نہیں اور کیا وہ اہل قبلہ نہیں اگر ہے تو کیا وہ اپنے اس عقیدہ کی وجہ دیگر ہر کلمہ گو اور اہل قبلہ مسلمان کی طرح مسلمان نہیں اگر مسیح موعود کے انکار کے باوجود دیگر اہل اسلام اہل قبلہ اور ... کلمہ گو ہونے کے باعث آپ لوگوں کے نزدیک مسلمان ہیں تو قادیان و ربوہ سے تعلق رکھنے والی جماعت کیوں دائرہ اسلام سے خارج قرار دی گئی کیا یہ گروہ خوارج آنحضرت صلعم کو بھی آنے والے کو نبی اللہ قرار دینے کی وجہ سے نعوذ باللہ ختم نبوت کا منکر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ گروہ خوارج کا فتوے الٹ کر ور اصل اس پہ پڑتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتا رہا ہے اور اب بھی دبی زبان سے کبھی کبھی "ظلی نبی" قرار دیتا ہے۔ یہ فتوے لعنت کا طوق سنکر اس کی گردن میں ہمیشہ کے لئے پڑ گیا ہے۔ اسی وجہ سے غیر از جماعت لوگ بھی اسے حضور کے دعوئے نبوت کے اقرار سے پھر جانے کی وجہ سے ملعون و لعنتی قرار دیتے ہیں مگر ان لوگوں کی طبیعت ایسی مسخ ہو چکی ہے کہ اس کا ذرا بھی احساس نہیں رہا۔

ان فی ذالک لعبرۃ لاولی النھی۔

زکوٰۃ کو ادا کر کے اپنے مالوں کو پاک کرنا ہر صاحب نصاب کا فرض اولین ہے۔

درویش فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک ارشاد ہے

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھے ... " قادیان اور اس کے گردو نواح میں درویشان کے لئے کاروبار کی کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں سوائے ایک درجن کے قریب افراد کے مرکز قادیان میں مقیم بقیہ جملہ افراد کے اخراجات کی ذمہ داری صدر انجمن احمدیہ قادیان پر ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"در اصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجالاویں پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا باعث بنیں حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکر اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا مندِ دست ... درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ... کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں آج سے ۱۵ سال قبل درویش فنڈ کی تحریک کا اجرا کیا گیا تھا اس تحریک کے ابتدائی تین چار سالوں میں مخلصین جماعت نے درویش فنڈ کی مد میں پوری دلچسپی سے حصہ لیا اور اس تحریک میں معقول آمد ہوتی رہی۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس کی آمد بہت کمی واقعہ ہوئی ہے حالانکہ قادیان میں احمدیہ آبادی میں اضافہ اور بوجہ گرانی اخراجات کا بوجھ پہلے سے بہت زیادہ ہے لہٰذا احباب جماعت بالخصوص جماعت کے صاحب حیثیت مخیر احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر مرکز قادیان سے تعاون فرمائیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالےٰ احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مولوی نور محمد صاحب نانڈوی کو ہمارا تمام کھلا چیلنج

(بقیہ صفحہ نمبر ۹)

کے ماموروں کی توہین کا بیڑہ اٹھایا تھا اور اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی تب ہمارے اس چیلنج کے سامنے آپ کا سانس بند ہو گیا اور یہ سب کچھ حضرت مسیح اور مہدی مسعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے تحت ہوا جو ان الفاظ میں درج ہے کہ:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کریگا اور میرے فرقے کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے کہ اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔" (تجلیات الٰہیہ)

جناب نانڈوی صاحب! آپ ہمارے چیلنج کے سامنے لاجواب بے بس اور جامد و خاموش اور ساکت دکھائی دیتے ہیں۔ یہ در حقیقت اسی پیشگوئی کا نتیجہ ہے۔ آپ اس پیشگوئی کے زندہ گواہ ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

بالآخر ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل کیساتھ احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ فرماویں اسی میں آپ کا فائدہ ہے سے

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

اگر آپ نے ہماری اس چیلنج کا تحریری جواب نہ دیا تو ثابت ہو جائے گا کہ آپ صرف گالیاں دینا جانتے ہیں اور کسی دینی مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

مَنقُولات

شاید کہ گلستاں میں پھر بہار آ جائے

اس بار مرکزی حکومت نے مسلم کش فسادات پر خاص توجہ دی ہے قومی یکجہتی کونسل کے اجلاس سرینگر میں فسادات پر قابو پانے کا جو لائحہ عمل منظور کیا گیا ہے اگر اسے پرخلوص اور ایمانداری سے عمل کیا گیا اور اس کے نفاذ کے لئے جو مشینری بنائی گئی ہے وہ بھی کارفرما رہی تو ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ فسادات کی شدت اور کثرت میں بہت بڑی حد تک کمی آ جائے گی۔ اس کے لئے حکومت نے جو پروگرام بنایا ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ فسادات بالکل نہ ہوں اور ان کا بالکل ہی قلع قمع ہو جائے۔ لیکن چونکہ شیطانی طاقتیں حد سے زیادہ قوت پکڑ چکی ہیں اس لئے امکان ہے کہ فسادات کا بالکلیہ خاتمہ نہ ہو بلکہ ان کو ختم کرنے میں کچھ عرصہ لگ جائے۔ مگر ہمارے لئے تو یہی بات قابل اطمینان ہوگی کہ فسادات کی شدت اور کثرت باقی نہ رہے اور پھر آہستہ آہستہ مسلم کش فسادات ماضی کی داستان بن کر رہ جائیں غضب خدا کا فسادات کی کثرت اور شدت نے تو پورے ملک کو بھونک کر رکھ دیا ہے اور اس پر ساری دنیا چلا اٹھی ہے۔ حتیٰ کہ مسلم ممالک کے وہ اخبارات جو مسلم کش فسادات کی خبریں بھی شائع نہیں کرتے اس دفعہ تڑپ کر کچھ نہ کچھ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور پاکستان میں تو اس قدر اضطراب اور جوش پیدا ہوا ہے کہ جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اب حکومت نے پانی سر سے گزرنے کے بعد جو قدم اٹھایا ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر بھی اطمینان ہوا کہ حکومت نے اپنی قانونی ذمہ داریوں کو دوسروں پر ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ سرمنوں اور وعظوں سے زیادہ کام لیا۔ حکومت کا کام سرمن دینا نہیں لا اینڈ آرڈر کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ سو اس نے اپنے پروگرام کو قانون تک محدود رکھا ہے۔ اخلاقی اور سماجی احساسات سے اپیل کرنا اچاریہ ونوبا بھاوے جیسے مہاتماؤں کا کام ہے۔ اگرچہ ونوبا بھاوے نے مسلم کش فسادات کے بارے میں بڑی سنگدلی کا ثبوت دیا ہے اور ان سینکڑوں فساد زدہ مقامات میں سے کسی ایک مقام کو بھی اپنے قدوم سے مشرف نہیں فرمایا۔ جہاں آگ کے شعلے بلند ہوئے اور بے گناہوں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔ آپ جس فلسفۂ زندگی کے علمبردار ہیں ہم اسے "قابل نفرت سمجھتے ہیں"۔ ملک کی بہت سی سیاسی جماعتوں کا دل بے گناہوں کی لاشوں پر تڑپا اور لوگ وفد بنا کر فساد زدہ مقامات میں پہنچے۔ مگر اچاریہ ونوبا بھاوے کو بیان تک دینے کی توفیق نہ ہو سکی۔

قومی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں فسادات پر قابو پانے کے لئے جن قانونی اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے ہم انہیں فضول اور الفاظ کا مجموعہ قرار نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس کے اجزاء کو آپس میں اس طرح مربوط کیا گیا ہے کہ وہ خود اپنے نفاذ کی ضمانت بن جاتے ہیں۔ اگر ایسا اعلان کا نفاذ نہ ہو سکا تو نہ صرف کونسل کے اجلاس کی پوری کارروائی معدوم ہو جائے گی بلکہ حکومت کی بنیادیں بھی ہل جائیں گی۔ اب یا تو کونسل کے فیصلوں کا نفاذ ہوگا یا حکومت کو دھڑام سے زمین پر آنا پڑے گا۔ عدم نفاذ کی صورت میں حکومت اپنے آپ کو قائم نہ رکھ سکے گی۔ شاید اسی لئے نائب وزیر اعظم مسٹر ڈیسائی کو کہنا پڑا کہ جو حکومت تشدد کی بیخ کنی نہیں کر سکتی اسے برسر اقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اسے فوراً حکومت سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ فیصلہ میں فرقہ وارانہ تشدد کی ذمہ داری حکام اور افسروں پر ڈالی گئی ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ خود حکومت کو بھی اس کی سزا بھگتنی چاہیئے۔ اور متعلقہ وزیر کو بھی اپنی جگہ سے ہٹ جانا چاہیئے۔ بلکہ پوری وزارت کو سر کے بل نیچے آ جانا چاہیئے۔ آج سے پہلے اس قسم کی بات کبھی نہیں کہی گئی تھی۔ اگر آج یہ بات منہ سے نکلی ہے تو اس لئے کہ حکومت نے اپنے فیصلوں پر عمل کا پورا عزم کر لیا ہے۔ بلکہ ہمیں نائب وزیر اعظم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے فسادات کے سرچشمہ کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ مہاتما گاندھی کو قتل کر کے اپنی گمراہی کا ثبوت دے چکے ہیں وہی فسادات کے لئے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ فسادات کا کھیل کون کھیل رہا ہے اور فسطائیت کے نشہ نے کن جماعتوں کو مدہوش کر رکھا ہے۔

قومی یکجہتی کونسل نے فسادات پر قابو پانے کے لئے جو فیصلے کئے ہیں ان کے تمام اجزاء وہی ہیں جن کا اعلان جمعیتہ علماء ہند بیس سال سے کر رہی ہے اس نے فسادات کو روکنے کے لئے جو تدابیر اپنی قراردادوں، تجویزوں، کانفرنسوں، تقریروں اور یادداشتوں اور اخبارات کے ذریعہ پیش کی ہیں ان کا اکثر حصہ کونسل کے فیصلہ میں آ گیا ہے۔ یعنی نصابی کتابوں کی اصلاح اشتعال انگیز تحریروں، تقریروں اور پروپیگنڈہ کا انسداد، فسادات کے لئے افسروں کی ذمہ داری۔ جمعیتہ علماء نے بار بار کہا اور اس کے لئے حکومت کو جھنجھوڑا کہ جہاں بھی فساد ہو اس کی ذمہ داری حکام اور افسروں پر ڈالی جائے۔ جب تک مقامی پولیس اور اس کے افسروں کو ذمہ وار نہ بنایا جائے گا فسادات نہ رک سکیں گے۔ کونسل کے فیصلہ میں بالآخر افسروں ہی کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جہاں بھی کوئی فساد ہو، اس کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جوابدہ قرار دیا جائے۔ اگر وہ فسادات کو نہ روک سکیں تو انہیں اس کے نتائج کو بھی بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اگر جمعیتہ علماء ہند کی یہ تجویز مان لی جاتی اور نہرو لیاقت پیکٹ کے بعد اس پر سختی سے عمل کیا جاتا تو ہزاروں بے گناہ ہلاک نہ ہوتے اور کروڑوں روپے کی جائداد آگ کی نذر ہونے سے بچ جاتی اور دنیا کو ہندوستان پر دانتوں میں انگلی دینے کا موقعہ نہ ملتا۔ ہمیں کونسل کے اس فیصلہ سے بھی پورا اتفاق ہے کہ ان ٹیچروں کی سختی کے ساتھ نگرانی کی جائے جو طلباء میں فرقہ واریت کا زہر پھیلاتے ہیں اور یہ فیصلہ تو پورے اجلاس کی جان ہے کہ محکمہ سی آئی ڈی کی جدید تشکیل ہو۔ اور اس کے لئے ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں جن کی غیر جانبداری غیر مشتبہ اور ذمہ داری شک و شبہ سے بالاتر ہو"

(الجمعیتہ دہلی ۶۸-۶-۲۵)

نیا تبادلۂ آبادی

ایک غیر مسلم مراسلہ نگار (مقیم کوچین) کے قلم سے ہندوستان ٹائمز میں:-

"جنوبی متعدد ریاستوں میں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا طبقہ گائے کا گوشت کھاتا ہے۔ اسے اگر شکایت ہے تو یہ کہ وہ کم مقدار میں ملتا ہے اور بہت مہنگا پڑتا ہے جنوبی ہندوستان میں خوراک کا مسئلہ حل کرنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ اگر شمالی ہند کی فاضل گائیں جنوبی ہند بھیج دی جائیں اور خوراک کے مسئلہ کا جوڑ ہندو ازم سے نہ لگایا جائے۔ اور ہر شخص کو اپنے پسند کی خوراک کی آزادی حاصل ہو؟"

انسانی آبادی کے تبادلہ کی اسکیمیں تو چھپتی ہی رہتی ہیں کہ اتنے مسلمان ہندوستان سے پاکستان چلے جائیں اور اتنے ہندو پاکستان سے ہندوستان آ جائیں لیکن بجائے انسانوں کے یہ گایوں کے تبادلۂ آبادی کی جس کو سوجھی ہے خوب سوجھی ہے اور وہ ہندوستان کے باہر نہیں۔ ہندوستان کے اندر ہی۔ کم سے کم حد تجربہ تک تو اسے پہنچا ہی دینا ہے!

(صدق جدید لکھنؤ ۶۸-۶-۲۱)

ضبطی کا مطالبہ

دہلی سے ایک بڑے ہندی پوسٹر کی خبر آئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہندو دھرم اور اس کے احترام میں گائے کشی مکمل طور پر بند کی جائے۔ اور ایسی کل کتابیں ضبط کر لی جائیں جن میں درج ہے کہ قدیم ہندو اور برہمن گائے کا گوشت کھاتے تھے۔ اور ان کتابوں میں ایک اپنشد اور مہابھارت بھی ہیں"

آج سے قبل کوئی خیال بھی کر سکتا تھا کہ ہندو دھرم کی ایسی مقدس پستکوں کی ضبطی کہ مہابھارت اور اپنشد ہیں۔ ضبطی کا مطالبہ کوئی ہندو کسی حال میں بھی کرے گا! — اب دیکھتے رہیئے اور انتظار کرتے رہیئے کہ ہندو دھرم کی مقدس کتابوں کی باری اب کب آتی ہے۔ ! مسلمانوں کی ضد اور دشمنی دیکھئے کہاں سے کہاں پہنچاتی ہے۔ (صدق جدید لکھنؤ ۶۸-۶-۲۱)

اداریہ - بقیہ صہ ۲

خاص طور پر عصر حاضر کے خطرناک فتنہ، فتنۂ مسیحیت و دجالیت کو معجز نمائی کے ساتھ پاش پاش کر دیا اور دلائل و براہین کے زبردست حربہ سے صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا اور اپنے روحانی اسلحہ کے ساتھ مسیحیت کو پسپائی پر مجبور کر دیا۔ ایک زمانہ تھا کہ مسیحی منّاد مغرب سے مشرق کی طرف امڈے چلے آ رہے تھے۔ اور نسلی مسلمانوں کو مسیحیت کی سحرکاری کا شکار بنا رہے تھے۔ اور اب یہ حالت ہے کہ مسیح وقت کے عقاب افریقہ، یورپ اور امریکہ میں پادریوں کے گروہ پر جھپٹ رہے ہیں اور ان کا یہ حملہ ایسا زبردست ہے کہ مسیحی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ یہ لوگ، احمدیوں سے ٹکر لینے سے کتراتے ہیں اور احمدی مبلغین کے پیش کردہ دلائل کو توڑنے اور ان کا مدلل جواب دینے سے عاجز و بے بس ہیں۔ !! یہ ہے اسلام کے غلبہ کی ایک ادنیٰ

موجودہ زمانہ کے غلط فلسفوں کو صرف قرآن کریم کا حربہ ہی پاش پاش کر سکتا ہے

بقیہ صفحہ اوّل

کا شکار ہیں اور سراب کو چشمۂ آب سمجھ بیٹھے ہیں آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں۔ اسی طرح معاشرے کا ایک طبقہ مغرب زدہ ہو چکا ہے اور مختلف قسم کے ملاہی اور مناہی میں ملوّث ہے۔ سینما کی دعوت جوئے کی لت وغیرہ ان کا جزوِ زندگی بن چکا ہے اسلامی اخلاق اور اقدار سے وہ بے نیاز ہیں اور نہیں جانتے کہ خود اہلِ مغرب میں سے دانا لوگ ایسی باتوں سے روز بروز تنگ آ رہے ہیں پچھلے دنوں مخدومی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے یورپ کے ایک دانا آدمی سے ذکر کیا کہ مغربی ممالک میں جو عفت و حیا کا فقدان پایا جاتا ہے کیا آپ اسے نہیں دیکھتے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ تاریخ کا فتویٰ ہے کہ سلطنتوں کا زوال جن وجوہ سے ہوتا ہے وہ حالات اہلِ مغرب میں پیدا ہو چکے ہیں اور ہمارا زوال قریب ہے یہ وہی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کا دائمی قانون ہے

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً
اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا
فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا
تَدْمِيْرًا

اسی طرح عربوں کی گزشتہ جنگ میں شکست کے متعلق نزار قبانی نے صاف صاف کہا کہ عربوں کی شکست کا باعث اسلامی اقدار کو چھوڑنا ہوا ہے۔ حال ہی میں شاہ فیصل نے بھی یہ آواز بلند کی ہے کہ حجاز میں جو مغربی طور و طریق اثر انداز ہو رہا ہے اسے سختی سے روکا جائے۔

اس بیان سے یہ غرض ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات اور اسلامی تمدن کو ہر حال میں اختیار کریں۔ زمانے کے حالات سے عبرت حاصل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمارے ساتھ پورا ہو کر

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

علاوہ ازیں اب آپ زندگی کے عملی میدان میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور تلاشِ معاش کا مرحلہ آپ کو پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب سے کام نہ لینا اسلامی تعلیم کے مطابق اس منعمِ حقیقی کی ناشکری ہے لیکن کلی اسباب پر بھروسہ کرنا توحیدِ باری کے منافی ہے۔ اس لئے مومن کی زندگی اَلْمَعِيْشَةُ مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ کی آئینہ دار ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

اس تعلیم پر کامل ایمان ہونا چاہیئے۔ اور مشکلات کا حل مشکلات میں داخل ہونے پر منحصر ہے نہ کہ ان سے فرار کرنے پر مشکلات

کے وقت تنہائی میں خدا سے دعا کرنا اور اسی سے مدد چاہنا اور اس میں استقامت دکھانا مومن کا شیوہ ہے۔

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک خط سے چند فقرات سنانا چاہتا ہوں خاکسار نے ۱۹۱۱ء میں وکالت کا کام شروع کیا۔ اور اس پیشے کی مکروہات کے متعلق حضور سے رہنمائی چاہی تو حضور نے ارقام فرمایا:۔

"میں دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو رزقِ حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی پیشہ نہیں جس کو آدمی دلیری کے ساتھ اختیار کرے اور بددیانتی کرنے پر مجبور ہو ہمیشہ دل کی کمزوری انسان کو بدی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے وہ مصائب کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکتا اور بعض دفعہ عین اس وقت نیکی کے درخت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے جبکہ وہ شگوفہ نکالنے کے لئے تیار ہی ہوتا ہے۔"

حضور کی یہ نصیحت ہم میں سے ہر شخص کے لئے مشعلِ ہدایت اور سنگِ راہ ہونی چاہیئے۔

اوپر ذکر ہوا ہے کہ قرآن شریف کو پڑھنا اور سمجھنا اور اس کی تعلیم پر کاربند ہونا ضروری ہے قرآنی علوم کو سمجھنے کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر کبیر ظاہری اور باطنی علوم کا خزانہ ہے۔ اب وقت ہے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے اور اسے جاری رکھا جائے۔

رپورٹ میں خاکسار کے متعلق تحقیق ام الالسنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ۱۹۱۱ء سے ہی خاکسار کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتابوں سے عشق رہا ہے۔ اور اسی سلسلے میں خاکسار نے حضور کی کتاب منن الرحمٰن کا غور سے مطالعہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نیا علم منکشف ہوا جس سے بقول تبصرہ نگار "پاکستان ٹائمز" "جو چیز بظاہر ناممکن نظر آتی تھی ایک حسابی صداقت کی طرح آسان ہو گئی ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ حضور کی کتابیں ظاہری اور باطنی علوم سے پُر ہیں اور ان کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

ایک بات یاد رکھیں فرض کی ادائیگی میں راحت اور یادِ خدا میں اطمینان ہے۔ سادہ زندگی، دیانت و امانت کی پاسداری ہے اور خوفِ خدا دنیوی و اخروی زندگی میں جنت پانے کی علامت ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

جو باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں خدا کرے کہ ہمارے

اِمتحان ناصرات الاحمدیّہ

ناصرات الاحمدیہ کے ہر دو گروپس کا امتحان مورخہ ۲۸ وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہونا قرار پایا ہے۔ تمام لجنات کو چاہیئے کہ اس کے لئے اپنی بچیوں کو ابھی سے تیار کریں اور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ بچیاں اس امتحان میں شامل ہوں۔ اول اور دوم آنے والی بچیوں کو انعامات بھی دئے جائیں گے۔ امتحان کا نصاب ذیل میں درج ہے:۔

۱۔ بڑا گروپ — تاریخ احمدیت (دوسرا حصہ) پارہ الٓمّٓ رکوع ۹ تا ۱۶ با ترجمہ

۲۔ چھوٹا گروپ — اسلام کی پہلی کتاب

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

درخواست ہائے دُعاء

۱۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم بی ایم نثار احمد صاحب کو مورخہ ۱۶ جون بروز اتوار پہلا بچہ عطا فرمایا ہے۔ عزیز نومولود مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کا نواسہ اور مکرم بی ایم بشیر احمد صاحب بنگلور کا پہلا پوتا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب جماعت سے عزیز کی درازیٔ عمر نیز نیک صالح خادمِ دین بننے کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے

خاکسار بی ایم کریم احمد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

۲۔ عزیز حفیظ احمد ابن مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ہائر سیکنڈری کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ عزیز نے اپنی کامیابی کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانت بدر کیلئے ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے عزیز کو زندگی کے تمام امتحانوں میں کامیابی عطا فرمائے اور خادمِ دین بننے کی توفیق بخشے آمین خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ اڑیسہ

۳۔ خاکسار کے بی اے پارٹ فرسٹ کے امتحانات یکم اگست سے شروع ہو رہے ہیں جملہ احباب جماعت، بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ کرام سے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار دلیر انگل شاد از منجھولی۔ مونگیر بہار۔

۴۔ خاکسار ان دنوں شدید قسم کی ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ، تمام احباب جماعت اور درویشانِ کرام سے جملہ پریشانیوں سے نجات پانے اور دینی و دنیوی ترقیات کے حصول کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے خاکسار ملک بشیر احمد کاریگر کھاریاں ضلع جہلم پاکستان

۵۔ جماعت احمدیہ مانلو (شوپیاں) کے ایک نہایت مخلص اور جوشیلے احمدی مکرم شیخ عبد الغنی صاحب مورخہ ۱۶ جون کو فالج کا اچانک حملہ ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی اقتصادی حالت گو غیر تسلی بخش تھی پھر بھی دینی غیرت و جرأت کا بہترین جذبہ رکھتے تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو ابدی سکون عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار غلام محمد صدر جماعت احمدیہ مانلو کشمیر

وصیّت ایک مقدس عہد ہے

جو شخص وصیت کرتا ہے وہ اس آسمانی اور روحانی نظامِ وصیت میں شامل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم فرمایا ہے۔ اور اس کے قیام کی غرض یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اور چیدہ خدام وصیت کے ذریعہ اپنے اموال کا ایک قابل ذکر حصہ اپنی خوشی سے اشاعتِ اسلام کے لئے پیش کریں اور "خادمِ اشاعتِ اسلام" بنتے چلے جائیں۔

جو شخص اس مقدس آسمانی نظام میں شمولیت کے بعد مالی قربانیوں کی راہ میں سست ہو جاتا ہے وہ گویا اشاعتِ اسلام کے کام میں ایک رخنہ ڈالتا ہے اور لقاء الٰہی ... کرتا ہے اس مقدس عہد کو توڑتا ہے جو اس نے وصیت کے ذریعہ کیا تھا ... موصیان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے عہد کا احترام ہمیشہ ملحوظ رکھیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ہو کالج کے طلباء کا نصب العین ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی اور دنیوی ترقیات عطا فرمائے اور ان کی زندگی اسلامی تعلیمات کی آئینہ دار ہو۔ اور کالج کی نیک نامی میں اضافہ کا موجب رہے۔ اور ایسا ہو کہ ان کے اخلاق و اطوار سے ہمارا معاشرہ متاثر ہو۔ ان کی دیانت و امانت، راستی اور راست روی، تواضع اور انکسار لوگوں سے حسنِ سلوک اور نیک معاملہ قابلِ رشک ہو۔

خدا تعالیٰ کی خاطر مال پیش کرنے والا
بہت زیادہ برکت حاصل کرتا ہے

وقف جدید کی تحریک میں جن دوستوں کے وعدے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مبارک میں پیش کئے گئے ہیں دفتر کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اکثر دوستوں نے ادائیگی نہیں کی ہے۔ وقف جدید کے سال کا نصف حصہ گذر چکا ہے۔ وصولی کی کمی کی وجہ سے معلمین و دفتر کے اخراجات پورا نہ ہونے کا خدشہ ہے۔ اس لئے وقف جدید کی تحریک میں خدا تعالیٰ کی خاطر جن دوستوں نے اپنے وعدے پیش کئے ہیں وہ ان کی ادائیگی کی فکر کریں اور اپنے وعدوں کی اضافہ کے ساتھ ادائیگی کریں کیونکہ اکثر دوستوں کے وعدے ان کی حیثیت سے بہت ہی کم ہیں اس سے آپ کو بہت زیادہ برکت اور رزق میں وسعت ملے گی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیا سچ فرمایا ہے کہ

"اگر کوئی تم میں سے خدا تعالیٰ کی محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔"

وقف جدید کی تحریک سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے یہ وہ یادگاری کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ جیسا کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"جو فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر نافذ ہو کر رہے گا دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی لیکن اس راہ میں انتہائی قربانی پیش کرنا ہمارا فرض ہے۔"

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں ہمیشہ اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

جملہ امراء صاحبان و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیوشن نمبر ۱۶۱ معمولی مورخہ $\frac{5}{68}$ ۲۳ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہندوستان کی جملہ پراونشل انجمنوں کے صدر صاحبان کو لکھا جائے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ میں یہ معاملہ پیش کر کے ان کی رائے دریافت کریں کہ کیا سابقہ سالوں میں ان کے نزدیک صوبائی نظام جماعتی تنظیم کے لحاظ سے مؤثر اور مفید رہا ہے اور آئندہ ان کے نزدیک اسے قائم رکھا جانا چاہیئے یا نہیں؟

اسی طرح جن صوبوں میں صوبائی نظام نہ ہو، ان سے دریافت کر لیا جائے کہ ان کے نزدیک اگر وہاں بھی صوبائی نظام قائم کیا جائے تو کیا جماعتی کام بہتر رنگ میں سرانجام پا سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا اعلان کی روشنی میں جملہ امراء صاحبان اور صدر صاحبان جماعتہائے ہندوستان بھی اپنی جماعتوں کی مجلس عاملہ میں پیش کر کے رپورٹ بھجوائیں تاکہ ان کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں رپورٹ پیش کر کے اس بارہ میں منظوری حاصل کی جا سکے۔ مہربانی فرما کر جلد از جلد رپورٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

(ناظر اعلیٰ قادیان)

محررین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دفاتر میں چند میٹرک پاس محررین کی ضرورت ہے جو اردو، انگریزی زبان میں بآسانی لکھ پڑھ سکتے ہوں، خواہشمند احمدی نوجوان جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی کارکنیت میں آنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں اردو زبان میں خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور اپنے والدین یا سرپرست کی تحریری اجازت کے ساتھ اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی سفارش کے ساتھ میٹرک سرٹیفکیٹ کی نقل مصدقہ ساتھ شامل کر کے ۱۵؍ وفا ۱۳۴۷ ہش و ۱۵؍ جولائی ۱۹۶۸ء تک ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوا دیں۔ سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے تک مبلغ -/۷۵ روپے ماہوار بالمقطعہ وظیفہ ملے گا۔ چھ ماہ کے اندر اندر یہ امتحان پاس کرنا ضروری ہوگا۔ امتحان میں کامیابی کے بعد ۲۲۰-۶-۱۶۰-۵-۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں -/۹۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی۔ ملازمت کے علاوہ مرکز سلسلہ میں قیام اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کا بھی ایک موقعہ ہے۔ لہٰذا خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل جلد از جلد بھجوا دیں۔

(۱) نام مع ولدیت سکونت۔ پورا پتہ۔

(۲) پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کی ہے خود بیعت کی ہے تو سنہ بیعت کیا ہے۔

(۳) عمر کیا ہے اور صحت کیسی ہے

(۴) نام جماعت احمدیہ جس کے ساتھ درخواست دہندہ کا تعلق ہے

(۵) میٹرک پاس کرنے کی تاریخ اور ڈویژن (مصدقہ نقل سرٹیفکیٹ ہمراہ ارسال فرما دیں)

(۶) والدین یا سرپرست کی تحریری اجازت اور امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی سفارش۔

ناظر اعلیٰ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طرف سے
تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے کی بابرکت تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے اس طرح پر کہ ہمارے سب مرد ہوں یا عورتیں (روزانہ) کم سے کم ۳۳ دفعہ یہ تسبیح اور درود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ہے یعنی

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۵ سال سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار۔ بچے سات سال سے ۱۵ سال تک کے ۳۳ دفعہ۔ اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے ان کے والدین یا سرپرست ایسا انتظام کریں کہ ان سے دن میں تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور درود کہلوایا جائے ہر جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور کم از کم مذکورہ تعداد میں (اور زیادہ سے زیادہ جس کو جتنی بھی توفیق ملے) اس ذکر و درود کو پڑھے۔"

خبریں

پیرس یکم جولائی گذشتہ روز پیرس میں بیچ لاطینی کوارٹر دل میں پولیس اور طلبار کے درمیان تصادم ہو گیا۔ اور شمالی فرانس میں اور اس کے نزدیک ایک بائیں بازو کے نیوز ایشن دفتر کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ فرانس کے عام چیناؤ میں پولنگ کا یہ دوسرا مرحلہ تھا۔ تصادم ووٹنگ سے کئی گھنٹے پہلے ہی شروع ہو گیا۔ آدھی رات کے جلد بعد راجدھانی کے بائیں بازو طلبار کے رقبہ میں تشدد یکایک جیڑ گیا اور چار گھنٹے تک اکا دکا جھگڑے جاری رہے۔ پولیس کا اندازہ ہے کو تقریباً ۶۰۰ اشخاص نے مظاہرہ میں حصہ لیا لیکن طلبار اور پولیس کے درمیان جم کر کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ تاہم پیشتر اس کے کہ حالات زیادہ بے قابو ہو جاتے پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا۔ پولیس نے ۵۰ اشخاص کو حراست میں لے لیا ہے۔

سرینگر یکم جولائی ۔۔۔۔۔ شیخ عبداللہ نے کمیونسٹ لیڈر مسٹری صادق اور کانگرس کے صدر میر قاسم کو یہ دعوت دی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر آئیں اور لوگوں پر اپنے سٹینڈ کی وضاحت کریں۔ ہم ان کو پولیس کے بغیر انہیں مکمل تحفظ کا یقین دلاتے ہیں۔ شیخ گذشتہ رات سرینگر میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہونگے۔ ہم اس وقت تک سمجھوتہ نہیں کریں گے جب تک ہمیں وہ حق حاصل نہیں ہو جاتا جس کے لئے ہم ۱۹۳۱ء سے لڑ رہے ہیں۔ شیخ نے سٹیٹ کی حکمران پارٹی کے لیڈروں پر الزام لگایا کہ وہ سفید کپڑوں میں ہوم گارڈوں اور سکولوں کے لڑکوں کو اپنے پبلک جلسوں میں لے جاتے ہیں۔

واشنگٹن یکم جولائی۔ امریکہ کے ایک فوجی ہوائی جہاز کو جس میں ۲۱۴ امریکی فوجی سپاہی سوار تھے روسی ہوائی بیڑہ نے روک لیا۔ یہ امریکی ہوائی جہاز اپنے راستہ سے بھٹک گیا تھا۔ روسی بیڑہ اسے کوریل کے اتوروپ جزیرہ میں لے آیا۔ یہ اعلان امریکہ کے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امریکی ہوائی جہاز جاپان جا رہا تھا۔ اور اسے ۴۰۷ بجکر ۱۵ منٹ پر اتوروپ جزیرہ میں اترنے کا حکم دیا گیا۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے امریکی جہاز کے بیان کے مطابق روسی حکام سے رابطہ پیدا کر لیا ہے۔

ماسکو۔ ۲۹ رجون۔ ہند روس تجارتی بات چیت کا تیسرا دور ختم ہو گیا۔ کل مسٹر دنیش سنگھ نے بھی روس کے وزیر خارجہ مسٹر پتال شیف سے قریبی متعلق امور پر بات کی۔ مسٹر دنیش سنگھ نے کل ہی مسٹر کوسی گن سے بھی ملاقات کی۔ گذشتہ دس سال کے تجارتی تعلقات پر نظر ثانی کی گئی اور انہیں آگے بڑھانے کے بارہ میں غور کیا گیا۔

نئی دہلی۔ ۲۹ رجون۔ (یو۔ این۔ آئی)
وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے آج کھلے غیر مبہم الفاظ کے یہ بات دہرائی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے بعض حصوں پر پاکستان اور چین کے ناجائز قبضہ سے پوری ریاست پر ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ میں کوئی فرق نہیں آیا۔

پروگرام مالی دورہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ

جماعتہائے احمدیہ مدراس و کیرالہ سٹیٹ

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حسب ذیل پروگرام کے مطابق جماعت احمدیہ مدراس و کیرالہ کی جماعتوں میں مالی دورہ کر رہے ہیں جملہ عہدیداران مالی اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون کریں

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
مدراس	-	-	۸-۷-۶۸	
سلاپالیم	۹-۷-۶۸	۱	۱۰-۷-۶۸	
کوٹار	۱۰-〃-〃	۱	۱۱-〃-〃	
ستان کولم	۱۱-〃-〃	۱	۱۲-〃-〃	
شنکرن کوئل	۱۲-〃-〃	۱	۱۳-〃-〃	
کرونا گاپلی	۱۳-〃-〃	۳	۱۷-〃-〃	
آڑی ناڈ	۱۷-〃-〃	۱	۱۸-〃-〃	
آرایورم	۱۸-〃-〃	۱	۹-〃-〃	
کرولائی	۲۰-〃-〃	۱	۲۱-〃-〃	
پتھا پرم	۲۱-〃-〃	۱	۲۲-〃-〃	
الانور	۲۲-〃-〃	۱	۲۳-〃-〃	
منار گھاٹ	۲۳-〃-〃	۱	۲۴-〃-〃	
کوڑ یالقور	۲۴-〃-〃	۱	۲۵-〃-〃	
کالیکٹ	۲۵-〃-〃	۲	۲۸-〃-〃	
بڈاگرا	۲۸-〃-〃	۱	۲۹-〃-〃	
تیلچری	۲۹-〃-〃	۱	۳۰-〃-〃	
کن نور	۳۰-〃-〃	۲	۲-۸-۶۸	
کروالی	۲-۸-۶۸	۱	۳-۸-۶۸	
کوڈالی	۳-۸-〃	۱	۴-۸-〃	
مرکرہ	۴-〃-〃	۲	۶-〃-〃	
مڑیرال منگلور	۶-〃-〃	۱	۷-〃-〃	
بینگاڈی	۷-〃-〃	۲	۹-〃-〃	روانگی براستہ مدراس

قومی یکجہتی کے لئے صرف قانون ہی کافی نہیں

صحت مند ماحول بنانے کے لئے صحت مندانہ اقدامات کئے جائیں

نئی دہلی ۱۹ رجون۔ ہندوستان ٹائمز نے اپنے آج کے اداریہ میں لکھا ہے کہ یہ بات کوئی تعجب کی نہیں ہے کہ قومی یکجہتی کونسل کی سفارشات پر وزارت داخلہ بتدریج کے ساتھ عمل پیرا ہے صرف قانونی اقدامات سے ہی ہماری جارحانہ فضا پیدا نہ ہو گی نہ ہی ملک کے بسنے والے مختلف گروہوں میں قومی یکجہتی کا ذہن بنے گا نہ تخریبی عناصر کا مقابلہ کرنے کے لئے قانون کا اہتمام ضروری ہے۔ ۔ کونسل نے بنیادی طور پر اس بات کی سفارش کی ہے کہ قانون میں ترمیم لا کر ایسا اہتمام کیا جائے جس کی رو سے مجرموں کو گرفتار کرنے اور سزا دینے میں آسانی پیدا ہو۔ قانون کی ان ترمیموں کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ عدالتیں [illegible] فیصلہ کر سکیں گی اور مجرمین کو پکڑ دھکڑ کے سلسلہ میں حکومت سے منظوری لینے کی ضرورت نہ ہو گی۔ [illegible] ترمیم سے ایسے لوگ جو فرقہ وارانہ منافرت پھیلانا اور فسادات میں حصہ لینے کے مرتکب ہونگے [illegible] حق دینے سے محروم قرار دیا جائیگا کیونکہ یہ بھی اخلاقی جرم ہے۔